وخیر جلیس فی الزمان کتاب

میزان

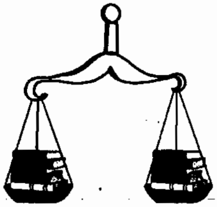

تبصرۂ کتب

نام کتاب: خطبۂ حجۃ الوداع، اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور

مولف: ابوعمار زاہد الراشدی

صفحات: ۱۲۸ قیمت: ۶۰ روپے

ناشر: الشریعہ اکادمی۔ ہاشمی کالونی کنگنی والا۔ گوجرانوالہ

تبصرہ نگار: ملک نواز احمد اعوان

حضرت مولانا ابوعمار زاہد الراشدی صاحب دل اور متحرک اہل علم میں ایک نمایاں مقام کی حامل متوازن شخصیت ہیں۔ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مدرس بھی ہیں۔ مدرسے کی سالانہ تعطیلات میں امریکہ کا تبلیغی سفر بھی فرماتے ہیں تو کچھ عرصے دار الہدیٰ اسپرنگ فیلڈ ورجینیا (واشنگٹن) میں بھی قیام فرماتے ہیں۔ دار الہدیٰ کے سربراہ مولانا عبد الحمید اصغر صاحب ہیں۔ وہ مولانا کی موجودگی کو زیادہ بابرکت بنانے کے لئے حدیث نبوی کے کسی موضوع پر مسلسل لکچرز کا پروگرام بنالیتے ہیں۔ اس سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ حجۃ الوداع کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کا پروگرام بنا اور مولانا نے اسی پس منظر میں لکچر دیئے جو مولانا کے صاحب زادے نے ریکارڈ کر لئے۔ ان لکچرز میں ان کے سامنے ڈاکٹر نثار احمد کا مرتب کردہ خطبہ حجۃ الوداع کا متن رہا۔ ان کے فاضل بیٹے محمد عمار ناصر صاحب نے تحقیق مزید کی، اور حدیث اور سیرت کی کتب سے تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی اور باحوالہ روایات ''خطبہ حجۃ الوداع کی روایات'' کے عنوان سے جمع کردیں۔ اور ساتھ ہی اردو میں ترجمہ بھی کردیا جو کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱ سے صفحہ نمبر ۴۹ تک چلا گیا ہے۔ صفحہ ۵۱ سے ۱۲۸ تک مولانا راشدی صاحب کے محاضرات ہیں۔ جن موضوعات پر مولانا کے لکچرز دیئے ان میں سے کچھ کے عنوان درج ذیل ہیں:

حجۃ الوداع کی پیشگی تیاری، حجۃ الوداع کے خطبات، دین کی تکمیل کا تاریخی اعلان، دور جاہلیت کا

خاتمہ، مغرب کی روشن خیالی اور اسلام، جاہلی قدروں کی طرف واپسی، سوسائٹی کی خواہشات یا آسمانی تعلیمات، آسمانی تعلیمات کس کے پاس ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ، مغرب کی ایک فضول خواہش، خدائی عذاب کی عملی صورتیں، ختم نبوت کا اعلان، نسلی اور لسانی تفاخر کا خاتمہ، سود کا خاتمہ جان و مال کی حرمت، عورت کی مظلومیت، غیبت کا گناہ، اسلام کا نظام سیاست، اسلامی ریاست میں رائے عامہ کا کردار، انسانی حقوق کا پہلا منشور اور امت مسلمہ کا اخلاقی بحران۔ عنوانات کی تعداد ۴۸ ہے۔

صفحہ ۳۵ پر ایک حدیث مروی ہے۔

اسمعوا منی تعیشوا، الالا تظلموا، الالا تظلموا، الالا تظلموا، انہ لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ (مسند احمد: ۱۹۷۷۴)

میری بات سنو زندگی پا جاؤ گے، سنو ظلم نہ کرو، سنو ظلم نہ کرو، سنو ظلم نہ کرو۔ کسی شخص کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر لینا حلال نہیں۔

اس حدیث کو مدنظر رکھ مولانا نے جو گفتگو فرمائی ہے وہ ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں۔

امت مسلمہ کا اخلاق

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمی حقوق کے حوالے سے ایک بات اور ارشاد فرمائی۔ دور جاہلیت میں تو اخلاقیات کا بہت بڑا بحران تھا۔ کوئی کسی کے ہاتھ سے اور کسی کی زبان کے شر سے محفوظ نہیں تھا۔ کسی کے پاس کسی کا مال یا امانت آگئی تو ہڑپ ہوگئی۔ اگر اسے غیر متعلقہ بات نہ سمجھیں تو یہاں ایک بات ذرا سختی سے کہنے لگا ہوں۔ ہمارے آج کے مسلم معاشروں کا سب سے بڑا بحران بھی اخلاقیات کا ہی ہے۔ اگر ہم اس طرف ذرا توجہ دے سکیں تو ہماری آپس کی اخلاقیات کا بھی برا حال ہے اور دوسری اقوام کے ساتھ معاملات بھی ایسے ہی ہیں۔ ہمارے ہاں وہی شخص داؤ نہیں لگاتا جس کا داؤ لگتا نہیں ہے، اور جس شخص کا داؤ لگتا ہے وہ معاف نہیں کرتا، الاماشاءاللہ۔ افراد کی بات نہیں کر رہا، افراد ہمیشہ مستثنیٰ رہے ہیں اور افراد کی استثنا سے ہی نظام چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کی برکت سے معاملات چلاتے رہتے ہیں۔ میں اپنے مجموعی حالات کی بات کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں آج کا سب سے بڑا بحران اخلاقیات کا ہے۔ آج ہماری بین الاقوامی سطح پر تجارتوں میں ناکامی کے اسباب میں ایک بڑا سبب بھی یہی ہے کہ ہم اخلاقیات اور دیانت کی پاس داری نہیں کر پاتے۔ ہم مال میں، لین دین میں، معاملات میں اور معاہدات میں مار کھا

جاتے ہیں۔ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں، بتاتے کچھ ہیں اور دیتے کچھ ہیں۔

ایک واقعہ ذہن میں آیا ہے، پتہ نہیں ذکر کرنا مناسب ہے یا نہیں۔ بہرحال یہ اخلاقیات کے حوالے سے ہی ہے، ذکر کر دیتا ہوں۔ پاکستان کا ذکر کر رہا ہوں۔ایک جگہ گزشتہ سال ایک بڑی یونیورسٹی میں مجھے لیکچر کے لئے بلایا گیا اور لیکچر بھی اخلاقیات پر تھا۔ چنانچہ میں نے وہاں لیکچر دیا۔ان کا طریقہ ہے کہ وہ آنے والے مہمانوں کو کرایہ وغیرہ دیتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ مولانا صاحب آپ کیسے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ بھئی میں پبلک ٹرانسپورٹ پر آیا ہوں۔ پوچھا! آپ کرائے کی گاڑی نہیں لائے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، میں تو نہیں لایا۔ کہنے لگے کہ مولوی صاحب! گاڑی کا کوئی فرضی سا نمبر لکھ دیں، ہم یونیورسٹی کی مد سے آپ کو ٹیکسی کا کرایہ دے دیتے ہیں۔تو میں نے کہا کہ خدا کا خوف کرو بھئی! میں ایک گھنٹہ کس چیز پر لیکچر دیتا رہا ہوں؟ یعنی میرے اخلاقیات پر ایک گھنٹہ بولنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے؟ میں پبلک ٹرانسپورٹ سے آیا ہوں اور اسی سے جاؤں گا میں کوئی ٹیکسی ویکسی نہیں لایا۔تو یہ ہماری آج کی اخلاقی حالت ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو دنیا کی دوسری اقوام کا مقابلہ نہیں کر پا رہے، اس کے ظاہری اسباب میں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم اخلاقیات کے بہت خوف ناک بحران کا شکار ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہدایات میں ایک بات یہ بھی ارشاد فرمائی۔ جہاں یہ فرمایا کہ دھوکہ نہیں دو گے، خیانت نہیں کرو گے، غیبت نہیں کرو گے، ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرو گے، وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **الا لا تظلموا، الا لا تظلموا، الا لا تظلموا** تین دفعہ فرمایا، ظلم کے راستے پر نہ چلنا، ظلم کے راستے پر نہ چلنا، ظلم کے راستے پر نہ چلنا۔اور یہ کہہ کر پھر فرمایا **اسمعوا منی تعیشوا، اللہ اکبر** ۔اس کا محاورے کا ترجمہ کروں گا ''میری بات سن لو، زندگی پا جاؤ گے''۔زندگی اسی میں ہے کہ ظلم کا راستہ اختیار نہ کرنا، کسی پر زیادتی نہ کرنا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کرنا۔اس کے بعد پھر بالخصوص فرمایا کہ **الا لا تظلموا**، عمومی طور پر بھی ظلم کا راستہ اختیار نہ کرنا اور بالخصوص آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ ناانصافی، ظلم اور زیادتی چھوڑ دو گے تو سوسائٹی کی زندگی اسی میں ہے، معاشرے کی حیات اسی میں ہے۔تو فرمایا **اسمعوا منی تعیشوا**، میری بات سن لو، زندگی پا جاؤ گے۔

کتاب کے مفید ہونے میں شک نہیں، عمدہ طبع ہوئی ہے۔